تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم — ۲۷ اپریل تا ۳ مئی ۲۰۰۰ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

ایک المناک حقیقت

مغربی نظامِ تعلیم کے نتیجہ میں بالخصوص اوپر کے مراحل میں تعلیم پانے والے نوجوانوں میں (جن کے ہاتھ میں ملک کا اقتدار آنے والا ہے اور وہی عام طور پر حکومت پر متمکن ہوتے ہیں) اپنے دین، شریعت، تہذیب اور تاریخ کے بارے میں احساس کمتری کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اس لئے کہ اس نظامِ تعلیم میں جو تعلیمی نصاب، مغربی لٹریچر اور مستشرقین کی کتابیں تحقیق و مطالعہ کا نقطۂ عروج سمجھی جاتی ہیں ان کا لازمی نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے۔ اس مغربی نظامِ تعلیم کے مشرقِ اسلامی میں بے محل، مضر بلکہ قاتل ہونے کی مثال اس سے بہتر نہیں دی جا سکتی جو ایک مغربی فاضل نے اپنی ایک کتاب میں لکھی ہے :

"ایک مشرقی حکایت غیر محتاط غیر ملکی مشیروں سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی پوری تصویر کشی کرتی ہے، کسی زمانہ میں ایک بہت بڑا سیلاب آیا جس میں ایک بندر پھنس گیا تھوڑی سی تگ و دو کے بعد بندر ایک درخت پر چڑھ کر سیلاب کی طوفانی موجوں سے محفوظ مقام پر جا بیٹھا، اب اس نے نیچے نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک غریب مچھلی اُمنڈتی ہوئی لہروں کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے، پوری ہمدردی اور نیک نیتی کے جذبہ کے ساتھ وہ نیچے آیا اور اس نے مچھلی کو پانی سے نکال کر خشکی پر ڈال دیا، پھر جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہے"۔

یہ مثال ان مشرقی اور اسلامی ملکوں پر پورے طور پر صادق آتی ہے، جنہوں نے مغربی نظامِ تعلیم کے نفاذ کے ذریعے مغربی اقدار و معیار کی مقبولیت کو تسلیم شدہ حقائق بننے کا موقع دیا۔ (سید ابوالحسن ندوی کی کتاب "کاروانِ زندگی" حصہ پنجم سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ اداریہ 2
☆ امیر محترم کا خطاب جمعہ 3
☆ اسلامی انقلاب کا راستہ 5
☆ گوشہ خلافت 7
☆ روداد تقریب مرکزیہ مجلس اقبال 8
☆ قرضوں کی جنگ (11) 10
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 11
☆ تعلیم و تعلم 12

نائب مدیر : فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد

طابع : رشید احمد چوہدری

مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور

مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون : 3-5869501 فیکس : 5834000

سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قانونِ توہین رسالت کے طریقہ کار میں بدنما تبدیلی!

جس پالیسی کا آغاز پاکستان کے چیف ایگزیکٹو نے دونوں ہاتھوں میں کتے اٹھا کر کیا تھا وہ بدستور جاری ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس پالیسی کو مزید تیزی سے آگے بڑھایا جا رہا ہے تو مبالغہ نہیں ہو گا۔ لہٰذا قومی سلامتی کے لئے محترمہ عطیہ عنایت اللہ کو ناگزیر قرار دیا گیا اور وفاقی کابینہ جسے اب کھلے عام "سٹی بینک الیون" کہا جا رہا ہے اس کے فہم کی درستگی کے لئے محترمہ فہمیدہ جلال کو بلوچستان سے ڈھونڈ کر نکالا گیا ہے۔ پنجاب کی خواتین کی نمائندگی کے لئے قرعہ فال شاہین عتیق الرحمٰن کے نام نکلا۔ ہماری ماضی کی فوجی اور عوامی حکومتیں حقوق نسواں کے حوالے سے قدم بہ قدم اور شانہ بہ شانہ کی بات کرتی تھیں۔ موجودہ حکومت کیونکہ فوجی اور غیر جمہوری کہلاتی ہے لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اپنی سود خور ذہنیت کی وجہ سے اس حکومت سے کچھ زائد وصول کرنے پر تلا ہوا ہے۔ چنانچہ اب اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستوں سے بات آگے بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے اور ضلعی حکومتوں کے قیام کے لئے جو یونین کونسلوں کے انتخابات ہوں گے ان میں نصف پر خواتین کا حق ہو گا اور اگر مکمل حکومتی مار دھاڑ کے باوجود خواتین دستیاب نہ ہو سکیں تو وہ نشستیں خالی رکھی جائیں گی اور نامکمل ایوان سے کام چلایا جائے گا۔

جداگانہ انتخابات کو روزِ اول سے پاکستان کی بنیاد قرار دیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ جن جماعتوں کو اقلیتوں کے ووٹ حاصل ہونے کی توقع ہوتی تھی وہ مخلوط انتخابات کا مطالبہ کرتے رہتے تھے، جیسے مشرقی پاکستان میں حسین شہید سہروردی کی عوامی لیگ اور مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی، لیکن ۱۹۷۱ء میں ملک کے دولخت ہونے تک یہ مطالبہ تسلیم نہ ہو سکا۔ البتہ بھٹو صاحب نے ۱۹۷۳ء میں مخلوط انتخابات کو آئین کا حصہ بنا دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اسلامی جماعتوں کے مقابلے میں وہ اقلیت کا ووٹ سویپ کر لیں گے۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ حکومت جب ووٹ کی محتاج ہی نہیں تو اس نے مخلوط انتخابات رائج کرنے کا فیصلہ کیوں کیا ہے؟ کیا صرف چٹی چمڑی سے شاباش لینا مقصود ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جب سے توہین رسالت کے مرتکب شخص کے لئے C-295 کے تحت سزائے موت کا قانون لاگو ہوا ہے امریکہ اور یورپ کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ ایک وقت میں تو اس قانون کی تنسیخ کے لئے بی بی بے نظیر اور بابو نواز شریف پر بڑا دباؤ تھا لیکن مولویوں کے تیور دیکھ کر دونوں نے یورپ کے اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے معذرت کر لی۔ پھر اس قانون کو غیر مؤثر کرنے کے لئے انہیں ایک ترکیب سوجھائی گئی کہ اس مقدمے کے اندراج سے پہلے ضلع کا ڈپٹی کمشنر اس بات کی تصدیق کرے کہ حقیقتاً اور واقعتاً توہین رسالت کا ارتکاب ہوا ہے یا نہیں۔ پاکستان کی رسوائے زمانہ بیوروکریسی کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ عوام کا ان سے رابطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، لہٰذا توہین رسالت پر سزا تو درکنار مقدمے کا اندراج ہی مسئلہ بن جائے گا۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف کے دور میں جب اس طرف پیش رفت ہوئی اور اخبارات میں کچھ خبریں آئیں تو دینی جماعتوں کا زبردست ردعمل سامنے آیا جس پر حکومت نے پسپائی اختیار کر لی۔ لیکن فوجی حکومت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس قانون کے نفاذ کے طریقہ کار میں تبدیلی کا اعلان کر دیا ہے۔ اس تبدیلی پر لاہور کے بشپ نے حکومت کو مبارکباد دی ہے اور اس کے اس اقدام کی تحسین کی ہے۔ امریکہ و یورپ میں بھی خوشی کے شادیانے بجائے گئے ہیں۔

ہماری رائے میں اگرچہ رپورٹنگ کے طریقہ کار کی تبدیلی سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے ہیں اور غیر مسلموں نے خوشی کا اظہار کیا ہے لیکن اس کا اصل نقصان غیر مسلموں کو یا کسی بھی توہین رسالت کے مرتکب کو پہنچے گا۔ اس لئے کہ سرکار دو عالم سرور کونین محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں مسلمان انتہائی حساس ہیں، ان کی وابستگی انتہائی جذباتی ہے۔ آپؐ کے مقام، شان اور عزت و ناموس کی خاطر مسلمان کا اپنی جان قربان کر دینا ایک معمولی واقعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بظاہر آوارہ منش نوجوان غازی علم الدین شہید، راج گوپال کا پیٹ چاک کرتے ہی مسلمانوں کی آنکھ کا تارا اور ان کا ہیرو بن گیا۔ اندرون لاہور میں مسلمانوں کی اکثریت اسے ولی اللہ کا درجہ دیتی ہے اور آج بھی اس کے مزار پر حصول برکات کے لئے حاضری دی جاتی ہے۔ لہٰذا پاکستان کے مسلمانوں سے یہ توقع رکھنا کہ توہین رسالت کا کوئی معاملہ ان کے سامنے آئے اور وہ ڈپٹی کمشنر کی زیارت حاصل کرنے کے چکر میں پڑ جائیں، محض کم علمی اور ناواقفیت ہے، لہٰذا قانونی کارروائی جتنی سہل اور آسان ہو گی ملزمان کے لئے اتنا ہی بہتر ہو گا ورنہ اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ مسلمان قانون کو ہاتھ میں لے لیں گے جس سے انتشار اور فساد پیدا ہو گا۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ طریقہ کار کی اس تبدیلی سے باز رہے وگرنہ یہ تبدیلی ملک و قوم کے لئے ہی نہیں بلکہ خود حکومت کے لئے بھی مزید بدنامی اور رسوائی کا باعث بنے گی۔ وما علینا الا البلاغ

اقبال کو قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ سے بھی گہرا شغف تھا

قرآن کی عظمت کا جیسا انکشاف علامہ اقبال پر ہوا اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی

دورۂ افغانستان کے بعد پسر اقبال کے خیالات میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہوئی ہے

ڈاکٹر جاوید اقبال ملک میں اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لئے خود آگے آئیں

علامہ اقبال کا قرآن و حدیث سے تعلق!

مسجد دارالسلام باغِ جناح 'لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۱/اپریل ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

آج شاعر مشرق 'حکیم الامت 'ترجمان القرآن 'رومی ثانی' مصور و مفکر و مبشر پاکستان حضرت علامہ اقبال کا ۶۲ واں یوم وفات ہے۔ اس حوالے سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کے افکار پر نظر ڈالی جائے اور بالخصوص یہ دیکھا جائے کہ اقبال کو قرآن و سنت سے کتنا اور کس قدر علاقہ تھا' میرے نزدیک قرآن کی عظمت کا جیسا انکشاف علامہ اقبال پر ہوا' اس صدی میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ میں علامہ اقبال کی ذات کو عہد حاضر میں عظمت قرآن اور اعجازِ قرآن کا سب سے بڑا ثبوت اور علامت سمجھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص جس نے بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں آنکھ کھولی جب کہ پوری دنیا میں مغربی تہذیب کا ڈنکا بج رہا تھا' پھر اس شخص نے مشرق و مغرب کے فلسفے کھنگالے' جدید تعلیم حاصل کی۔ وہ انگلستان گئے' جرمنی سے فلسفے میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ایسا شخص کہ ذہن انسانی نے اب تک جو کچھ سوچا وہ سب فلسفہ و فکر کی صورت میں اس کے سامنے تھا' لیکن اسے ذہنی و نفسیاتی آسودگی حاصل ہوئی یا اطمینان ملا ہے تو صرف قرآن کے دامن میں ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

یہ قرآن کا اعجاز نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ کلام جسے عرب کے بدوؤں نے بھی سن کر سمجھ لیا' نہ صرف سمجھا بلکہ اپنے اندر ایسا جذب کیا کہ "ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ" کے مصداق وہ اللہ کا ہاتھ بن گئے اور انہوں نے دین کے غلبے کے لئے اپنا تن' من دھن نچھاور کر دیا' وہی قرآن ہے کہ چودہ سو سال بعد کے ایک عظیم فلسفی کو جس نے مشرق و مغرب کے فلسفے کھنگال ڈالے تھے' اس کی علمی پیاس بھی اگر بجھی تو اسی قرآن کے ذریعے سے!

اقبال کو ترجمان القرآن کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اگرچہ انہوں نے کوئی تفسیر نہیں لکھی۔ لیکن انہوں نے اپنے اشعار کے ذریعے قرآن ہی کے پیغام کو عام کیا ہے۔

منبر و محراب

ان کا خود بھی یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری کو درحقیقت قرآن کی ترجمانی کا ذریعہ بنایا ہے۔ وہ شکوہ بھی کرتے ہیں کہ لوگوں نے مجھے شاعر سمجھ لیا' حالانکہ میں شاعر نہیں بلکہ شاعری کو ایک مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہوں ؎

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

"کہاں میں کہاں شاعری' مجھے اس سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ لیکن میں نے اسے بہانہ بنایا ہے' اس امت کو دوبارہ ایک قافلے اور کارواں کی شکل میں منظم کرنے کا"۔

اسی طرح وہ ایک مقام پر آنحضور ﷺ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ؎

گر دلم آئینۂ بے جوہر است
ور بہ حرفم غیر قرآں مضمر است
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن
ایں خیابانِ را زِ خارم پاک کن

"اے نبی ﷺ اگر میرا دل ایسے آئینے کی مانند ہے جس میں چمک ہی نہیں 'نور ہی نہیں اور اگر میرے اشعار میں سوائے قرآن کے کوئی اور چیز آگئی ہے تو میرے فکر اور میری سوچ کے پردے کی دھجیاں اڑا دیجئے۔ کیونکہ پھر تو میں اس شاہراہ حیات پر کانٹے کی مانند ہوں لہٰذا مجھے اٹھا کر پھینک دیجئے"۔

یہ دعویٰ بہت بڑا ہے جو اقبال نے کیا ہے کہ میرے کلام میں اگر قرآن کے علاوہ کوئی چیز موجود ہو تو مجھے ہر ذلت و رسوائی منظور ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ قرآنی اسالیب اور تراکیب کو اقبال جس طرح اپنے اشعار میں سمو کر لے آتے ہیں وہ انہی کا خاصہ ہے ؎

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیش نظر لا یخلف المیعاد دار

"تو مسلمان ہے اپنے سینے کو ہمیشہ آرزو سے آباد رکھ' ہمیشہ اپنے سامنے یہ بات رکھ کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف کرنے والا نہیں ہے"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ یَنْسِلُوْنَ

لفظ "ینسلون" سورۂ انبیاء میں آیا ہے ﴿حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ "اس شعر میں اقبال اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ یہ مغربی تہذیب کا جو سیلاب آیا ہے یہ گویا یاجوج اور ماجوج کے لشکر ہیں جنہوں نے پوری دنیا کو ہڑپ

کرلیا ہے"۔ قرآنی اسالیب کا جہاں تک تعلق ہے علامہ اپنے اشعار میں ان کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ ایک شعر جو بہت عام ہے اس کا اسلوب قرآن کی اس آیت سے مستعار ہے ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴾ شعر یہ ہے :

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

اقبال کی شاعری کا یہ پہلو تو بہت نمایاں ہے کہ ان کی شاعری قرآن ہی کا پیغام ہے لیکن اقبال کی شاعری کا مطالعہ کرنے سے ایک اور بات جو مجھ پر حال ہی میں منکشف ہوئی کہ انہیں قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ سے بھی گہرا شغف تھا۔ اس کی بھی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے! قرآن میں ہے ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ تاہم قرآن میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ حبل اللہ سے کیا مراد ہے۔ البتہ متعدد احادیث میں قرآن کے بارے میں وضاحت ہے کہ یہ اللہ کی رسی ہے۔ اقبال کو دیکھئے وہ کس تیقن سے حبل اللہ کی وہی تفسیر بیان کرتے ہیں جو احادیث میں بیان ہوئی ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی کے پاس احادیث پر گہری نظر اور ان پر یقین کا اثاثہ موجود ہو۔ فرماتے ہیں ؎

ازیک آئینی مسلماں زندہ است
پیکر ملت ز قرآں زندہ ہست
ماہمہ خاک و دل آگاہ اوست
اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست

اس سے کہیں نمایاں مثال دیکھنے کے لئے کہ اقبال کو احادیث سے کیا علاقہ تھا پہلے یہ دو احادیث ذہن میں مستحضر کرلیجئے۔ ایک حدیث میں فرمان رسالت ہے۔ "شیطان تو انسان کے وجود میں خون کی طرح گردش کرتا ہے"۔ جبکہ دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا : "ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے" کسی صحابیؓ نے پوچھ لیا کہ اے اللہ کے رسول حضور کیا آپؐ کے ساتھ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا "ہاں ہے مگر میں نے اسے مسلمان کرلیا ہے" ان دو احادیث کے تناظر میں اقبال کے شعر دیکھئے ؎

کُشتن ابلیس کارے مشکل است
زاں کہ او گم اندر اعماق دل است
خوش تر آں باشد مسلمانش کنی
کشتۂ شمشیر قرآنش کنی

"ابلیس کو مار دینا آسان کام نہیں ہے کیونکہ وہ تو انسان کے دل کے اندر جاکے بیٹھ جاتا ہے۔ بہتر بات یہ ہے کہ اپنے شیطان کو مسلمان کرلو اور اسے قرآن کی شمشیر سے زیر کرو"۔

یعنی ابلیس اگر خون کے اندر گردش کرسکتا ہے تو قرآن بھی انسان کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ اور صرف قرآن ہی کے ذریعے شیطان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمیں احادیث کے ذخائر میں کئی احادیث ملتی ہیں جو حضرت مہدی سے متعلق ہیں۔ حضور نے فرمایا :

"دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک میری نسل میں سے ایک شخص عرب پر حاکم نہ ہو جس کا نام میرے نام پر اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا"۔

اس کی مزید وضاحت ایک اور حدیث میں ہے۔ اُم المومنین حضرت سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا :

"مہدی میری نسل میں فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے"۔

ایک اور روایت میں حضرت سلمہ ہی سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ :

"ایک بادشاہ کے انتقال پر اختلاف شروع ہو جائے گا اور ایک شخص بھاگ کر مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔ پھر اس کے پاس اہل مکہ آئیں گے اور انہیں زبردستی باہر نکال کر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے"۔

اسی طرح کئی احادیث میں واضح اشارے موجود ہیں کہ حضرت مہدی اپنے زمانے میں مسلمانوں کے بہت بڑے لیڈر ہوں گے۔ گویا کہ وہ مجدد وقت ہوں گے۔ عرب میں ان کی حکومت قائم ہوگی لیکن ان کی مدد کے لئے جو فوجیں جائیں گی وہ مشرق سے جائیں گی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ خراسان کے علاقہ سے فوجیں نکلیں گی۔ پرانے خراسان کا علاقہ موجودہ افغانستان' پاکستان اور ایران کے کچھ حصوں پر مشتمل تھا جو عرب کے مشرق میں واقع ہے۔

ان احادیث کے تناظر میں اقبال کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے کہ علامہ اقبال نے ان تمام حدیثوں کو ایک شعر میں جمع کر دیا ہے جس سے اقبال کے احادیث کے ساتھ خصوصی شغف اور گہرے مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے ؎

خضر وقت از خلوت دشت حجاز آید بروں
کارواں زیں وادی دور و دراز آید بروں

"مہدی (امام وقت) دشت حجاز سے برآمد ہوں گے اور (ان کی مدد کے لئے) قافلہ اس وادی دور و دراز یعنی وادی سندھ سے چلے گا"۔

صرف پنجاب اور سندھ کو وادی سندھ سمجھنا درست نہیں۔ وادی سندھ میں موجودہ پورا پاکستان اور مشرقی افغانستان کا بہت بڑا حصہ شامل ہے۔ یہی خراسان کا علاقہ ہے۔

حال ہی میں علامہ اقبال کے فرزند جاوید اقبال بھی افغانستان کا دورہ کرکے آئے ہیں اور اس دورے کے بعد ان کے خیالات میں جو خوشگوار تبدیلی پیدا ہوئی ہے وہ قیام پاکستان کی طرح ان آیاتِ الٰہیہ میں سے ایک آیت کے مترادف ہے جو اس خطے کے ساتھ مشیت ایزدی کے طور پر وابستہ ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے روشن خیال بلکہ "آزاد خیال" فرد نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے کہ اگر چند اسلامی ملکوں میں طالبانِ افغانستان جیسا اسلامی نظام قائم ہو جائے تو پوری دنیا میں اسلام پھیل سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں طالبان کی مدد کرنی چاہئے اور پاکستان' افغانستان اور ایران پر مشتمل کنفیڈریشن قائم ہونی چاہئے۔

مجھے خوشی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان کنفیڈریشن کی جو تجویز میں گزشتہ ایک سال سے دے رہا ہوں اس کی تائید اب پسر اقبال کی زبان سے بھی سامنے آ گئی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں ایک اور تجویز دے رہا ہوں کہ اب ڈاکٹر جاوید اقبال کو ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے خود آگے آکر جدوجہد کرنی چاہئے کیونکہ اگر وہ اس میدان میں آجائیں تو پاکستان میں نفاذ اسلام کی سمت پیش رفت میں نمایاں طور پر اضافہ ہو جائے گا۔ اسی طرح ڈاکٹر جاوید اقبال اگر طالبان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو انہیں آج کے دور میں ایک جدید اسلامی ریاست کی تشکیل اور اجتہاد کے موضوع پر گفتگو کے لئے علمائے کرام' ماہرین قانون اور دینی سکالرز کی ایک کانفرنس بلانی چاہئے تاکہ ان معاملات کو آگے بڑھایا جاسکے اور اس جمود کو توڑا جاسکے جو صدیوں سے جاری ہے۔

رفیق تنظیم پروفیسر عطاء الرحمان صدیقی کا اعزاز

پروفیسر عطاء الرحمان صدیقی نے بی اے اور ایم اے کے امتحانات میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی' مظفرآباد کے پہلے کانووکیشن کے موقع پر مہمانِ خصوصی' صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ کے دست مبارک سے دو گولڈ میڈل حاصل کئے۔

انتقالِ پُرملال

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے رفیق جناب قرۃ العین کی خوش دامن کا گیارہ اپریل کی رات' حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوگیا۔ اِنا للہ وَاِنا اِلیہ رَاجعون۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆

سانگلہ ہل میں تنظیم اسلامی کے حلقہ احباب سے شیخ ممتاز صاحب کے والد اور چھوٹے بھائی ڈاکوؤں سے مزاحمت کے نتیجے میں گولی لگنے سے شہید ہو گئے ہیں۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

★ ★

اسلامی انقلاب کا راستہ : بیلٹ یا بُلٹ نہیں !

دینی جماعتوں کے اتحاد اور قربانیوں کے بغیر ملک میں اسلامی انقلاب نہیں آسکتا

تحریر : شاہد اسلم، گوجرانوالہ

پچھلے کئی دنوں سے مولانا فضل الرحمن کا یہ بیان مختلف انداز میں اخبارات کی زینت بن رہا ہے کہ :

○ اگر جنرل مشرف حکومت کو طاقت کے ذریعے حاصل کرسکتے ہیں تو یہ ہمارا بھی حق ہے۔ یا

○ حکومت کے لوگ غلط انداز اختیار نہ کریں ورنہ ہم اقتدار اُن سے چھین لیں گے۔

کچھ اس سے ذرا مختلف پیرائے میں محترم طاہرالقادری صاحب کا یہ فرمان اخبارات کی پیشانیوں پر جھومر کی مانند چمک رہا ہے کہ

○ "ہم حکومت کو سال یا دو سال سے زیادہ عرصہ اقتدار میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

اور محترم قاضی صاحب کا عوام اور جماعت کے کارکنوں کو یہ نوید سنانا کہ :

○ "آئندہ ملکی قیادت کا اہل 'جماعت اسلامی سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے"۔

ہم اپنی ترپن سالہ سیاسی تاریخ کا جائزہ لیں تو تقریباً اسی سے ملتے جلتے بیانات آپ کو وقتاً فوقتاً پڑھنے کو ملیں گے۔ لیکن حقائق نے ہمیشہ ثابت کیا کہ پاکستان میں حکومتیں نہ دینی رہنماؤں سے پوچھ کر بنتی ہیں اور نہ تحلیل ہوتی ہیں' بلکہ آج تک مذہبی جماعتوں کو اقتدار کی کرسی پر براجمان ہونے والوں نے بطور سیڑھی استعمال کیا ہے یا اقتدار سے گرانے والوں نے اس سیڑھی کو حکمرانوں کے نیچے سے کھینچ لیا ہے۔

محترم فضل الرحمن صاحب کا مذکورہ بالا بیان پڑھ کر میں گہری سوچ میں پڑ گیا کہ اس بیان کا وزن کیا ہے؟ اور جب تقابل کیا تو کچھ یوں تھا۔ جنرل مشرف کو سابقہ وزیراعظم نواز شریف نے برطرف کر دیا اور نئے چیف کی تقرری کا اعلان بھی چند لمحوں کے بعد ہونے والا تھا مگر قائم مقام جرنیلوں نے نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف حکومت پر کنٹرول حاصل کر لیا بلکہ جنرل مشرف ہی کو اپنا لیڈر اور چیف تسلیم کیا۔ اس کاروائی میں جو خاص بات ظاہر ہوتی ہے۔ وہ فوج کے ادارے کا بے مثال ڈسپلن اور اپنے چیف کا وقار اور اس کا اعتماد ہے۔ مگر اس کے برعکس مولانا کا یہ فرمان کہ ہم بزور طاقت اقتدار حاصل کر لیں گے بے معنی اور بے وزن محسوس ہوتا ہے' جس کی بنیادی وجہ دینی جماعتوں کا انتشار و افتراق ہے حتیٰ کہ ایک ایک جماعت کئی کئی دھڑوں میں منقسم ہے' بلکہ جب بھی عملی قدم اٹھانے کی بات شروع ہوتی ہے تو ہر جماعت کے اندر ہی پھوٹ پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ لہٰذا حکومت پر غلبہ تو کجا خود اپنی بقا اس وقت مذہبی جماعتوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

آج سے پچاس سال قبل اگر دینی جماعتیں اپنی طاقت کو یکجا کر کے انقلابی راستہ اختیار کرتیں تو شاید اس کے اثرات ظاہر ہو گئے ہوتے' مگر انہوں نے یہ سارا عرصہ وقتی ملکی سیاست کی بھول بھلیوں اور انتخابی شعبدہ بازی میں گزار دیا اور یوں اسلام کے نام پر ووٹ مسلسل تقسیم ہوتے چلے گئے' بلکہ بعض دفعہ تو کوئی دینی جماعت ایک سیکولر جماعت کے ہمراہ تھی تو دوسری کسی اور سیکولر جماعت کو اقتدار تک پہنچانے کے لئے کندھا فراہم کر رہی تھی۔

محترم طاہرالقادری صاحب کے حالیہ بیان کے مطابق کہ "کارکن الیکشن کی تیاری کریں' ہم نے انقلاب کے راستے کو اپنا لیا ہے" کے مصداق دینی جماعتیں راستہ تو الیکشن کا اختیار کرتی رہیں اور امید یہ لگاتی ہیں کہ انقلاب اب آیا کہ اب آیا ـــــ لیکن ایسا ہوتا اس لئے نہیں ہے کہ دنیا میں انقلاب کبھی الیکشن کے ذریعے سے نہیں آیا بلکہ اس کے لئے نظریئے کی اشاعت' تربیت' تنظیم' صبر' اقدام اور تصادم کے مراحل ناگزیر ہوتے ہیں۔

اب جبکہ حکومت تک رسائی کا انتخابی راستہ مسدود نظر آتا ہے تو وہ بلٹ کا راستہ یا بزور طاقت اقتدار کے حصول کی بات کرتے ہیں' حالانکہ اس طریقے سے حصولِ اقتدار اس لئے ناممکن ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہاں کی اکثریت ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ قبائلی نظام کے علاوہ یہ کہ وہاں کوئی منظم حکومت نہ تھی بلکہ مختلف متحارب گروپ برسراقتدار تھے اور ان کے ظلم و ستم اس قدر زیادہ تھے کہ عوام الناس نے طالبان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ علاوہ ازیں اگر حکمران مسلح تھے تو عوام کے پاس بھی اسلحہ کی ہرگز کمی نہ تھی۔

اس کے برعکس پاکستان میں بزور طاقت حکومت تک رسائی یا شریعت نافذ کرنے کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کی واضح مثال ماضی قریب میں مالاکنڈ ڈویژن سے صوفی محمد صاحب کی قیادت میں اٹھنے والی تحریک ہے جس کو اس وقت کے وزیر داخلہ نے حکومتی طاقت و اسلحہ استعمال کر کے کچل دیا تھا۔ بایں حالات موجودہ اگر دینی جماعتیں بلٹ کا راستہ اختیار کرتی ہیں تو پاکستان دنیا میں دوسرا الجزائر بن جائے گا۔ جہاں اسلامک سالویشن فرنٹ کو الیکشن میں کامیابی کے باوجود جب حکومت نہ دی گئی تو انہوں نے ۸۰ فیصد عوام کو اپنے ہمراہ سمجھتے ہوئے مسلح ایکشن شروع کر دیا جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ مسلمان فوج کے ہاتھوں ہزاروں اسلام پسند قتل ہو چکے ہیں یا اسلام کو نافذ کرنے والوں کے ہاتھوں اللہ اور رسولؐ کا کلمہ پڑھنے والے سینکڑوں فوجی مارے جا چکے ہیں۔ ایکشن کا حاصل کیا نکلا نہ اسلام کا بھلا ہوا نہ مسلمان کا' بلکہ کفار خوشی سے پاگل ہو رہے ہیں اور مسلمان کی جگ ہنسائی۔

دینی جماعتیں اگر مستقبل قریب میں ہونے والے بلدیاتی الیکشنوں کے سراب کو پانی سمجھ کر بیلٹ کے گھاٹ پر اترتی ہیں اور اپنے اپنے کارکنوں کی صلاحیتوں کو اس کے لئے لگاتی ہیں تو پھر پاکستان دوسرا ترکی ثابت ہو گا۔ جہاں اصل حکمران تو سیکولر ذہن رکھنے والے ہوں گے' ہاں کہیں کہیں آٹے میں نمک کے برابر مذہبی لوگ بھی نمایاں ہوں گے۔ اسلئے کہ مکمل نظام کی تبدیلی کے بغیر جزوی اصلاح انقلاب نہیں کہلاتی یا ترکی کی طرح اوپر تو سیکولر اور الحاد پسند چیف صدر ڈیمرل ہو گا جو "ڈیمو" بن کر اسلام پسند بیچارے نجم الدین اربکان اور اس کی پارٹی کو جب چاہے گا ڈس لے گا۔ اس صورت میں ساری محنت بھی ضائع ہو گی اور وہ رقم بھی رائیگاں جائے گی جسے جماعتوں کے ارکان نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ... کیا تھا۔

میرے نزدیک اللہ کا فضل اس بات میں ہے کہ دینی جماعتیں سب سے پہلے متحد ہوں۔ اس کے بعد جو بھی حکمران ہوں ان سے مطالبہ کریں کہ مکمل اسلام نافذ کریں۔ اس لئے کہ اب تو حالات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ ہماری بقا اور عروج اسلامی نظام کے قیام سے وابستہ ہے اور یہ اس قوم پر اللہ اور رسولؐ کی طرف سے قرض بھی ہے جسے ادا نہ کرنے کی ایک سزا ملک دولخت ہونے کی شکل میں مل چکی ہے۔ اگر حکمران دردمندی سے کی گئی اس

اپیل کو سنتے ہیں تو دینی جماعتیں مشاورتی کمیٹی کی حیثیت میں ان کی معاونت کریں۔ بصورت دیگر اقتدار پر ناجائز قبضہ جمانے والوں کو چیلنج کریں کہ ــــــ

ــــ عادلانہ نظام کو نافذ کرنے سے تمہیں شرم اور دنیا میں ذلت محسوس ہوتی ہے تو اس کا انتظام اس کے اہل لوگوں کے سپرد کردو' ایسے لوگوں کے ہاتھ میں جنہوں نے نہ ملک کو توڑنے میں حصہ لیا نہ ملکی خزانے کو لوٹنے میں' بلکہ وہ اس کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط اور راستوار کرنے کے لئے اپنا خون بہا چکے ہیں۔ اور اگر بات نہ مانی جائے تو پھر سب مل کر عوام الناس کی ذہن سازی کریں۔ انہیں پاکستان کے حصول کا اصل مقصد یاد کروائیں۔ ہر مسجد' ہر جلسہ اور سیمینار میں ایک ہی آواز بلند ہو۔

مغربی جمہوریت نہیں اسلام چاہئے
قرآن و سنت کا عادلانہ نظام چاہئے

تمام فروعی اور مسلکی بحثوں کو بھلا کر قرآن و سنت کی متفقہ باتوں کا چرچا ہو۔ اور اس کے بعد دینی راہنما عوام میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لئے سب سے پہلے خود اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کریں اور میدان میں آ جائیں۔ یہی ان کی طرف سے گزشتہ ترپن سالوں کی تقصیر کا کفارہ ہوگا۔ اور پھر حکمرانوں کو الٹی میٹم دیں کہ چھ ماہ یا سال میں اسلام کے مکمل نظام کو نافذ کردیا جائے ورنہ ہم کسی ادارے کو ایک لمحہ بھی چلنے نہیں دیں گے۔ اس کے بعد نہتے ہو کر باطل کا راستہ روکیں جس طرح ایران کے عوام اور علماء نے کیا تھا۔ جب ہمارے علماء اور دینی راہنما کچھ قربانی دیں گے تو عوام کب تک خاموش رہیں گے جو کہ پہلے ہی باطل اور غیر عادلانہ سسٹم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی غلامی کی وجہ سے سلگ رہے ہیں' مگر انہیں کوئی باعمل راہنما نہیں مل رہا اور اگر قوم کی دبی چنگاری شعلہ بن جائے تو پھر کوئی وقت کا رضاشاہ پہلوی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اور نہ ہی مسلمان فوج' سیکولر اور الحاد پسند حکمرانوں' بیوروکریسی' جاگیرداروں کا ملازم بننا پسند کرتی ہے بلکہ پھر مسلمان فوجیوں کی بندوقوں اور ٹینکوں کا رخ عرصہ دراز سے ملک کی نظریاتی اور جسمانی عزت کو لوٹنے والوں کی طرف ہو جاتا ہے اور پھر وقت کے حاکموں کو دربدر کی ٹھوکریں حصہ میں آتی ہیں۔ اگر دینی راہنما قربانی کا راستہ اختیار نہیں کرتے تو بہر حال عوام ان کے لئے نہ اپنا ووٹ ضائع کرنے کے لئے تیار ہے۔ نہ اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر سکتی ہے۔ ہاں! آخرت کے ثواب کی خاطر کبھی کبھی چندہ اور قربانی کی کھالیں اپنے اپنے مسلک کی جماعتوں کو جمع کروا سکتی ہے اور اسی میں عافیت سمجھتی ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ انقلاب کھالیں جمع کرنے سے نہیں آتا بلکہ آغاز میں نظام بدلنے والوں کو اپنی کھالیں کھنچوانا پڑتی ہیں OO

جنرل صاحب! ہمیں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے انسانی حقوق درکار ہیں!

تحریر : محمد رشید عمر

تنظیم اسلامی پاکستان کے موقر جریدہ ندائے خلافت نے اپنی ۱۳/اپریل کی اشاعت میں امپیکٹ انٹرنیشنل کے کالم نگار خالد بیگ صاحب کا ایک خط شائع کیا جس میں خبردار کیا گیا ہے کہ :

"پاکستان کے موجودہ حکمرانوں نے اقوام متحدہ' ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ اپنے سماجی انجینئرنگ ایجنڈے کی تکمیل کر سکیں۔ اس ایجنڈے کی غرض وغایت یہ ہے کہ پاکستان کے خاندانی نظام کو منقطع کر کے خواتین کو گھروں سے باہر نکالا جائے"۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام آباد میں انسانی حقوق اور عظمت کے شوگر کوٹڈ نام کے تحت دو روزہ کنونشن منعقد کیا گیا۔ چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف نے اس موقع پر جس پیکج کا اعلان کیا اس کے نمایاں نکات یہ ہیں :

۱) توہین رسالت کیس صرف ڈپٹی کمشنر کی اجازت سے درج ہوگا۔
۲) مرد و عورت کو خواہشات کی تکمیل کے برابر مواقع حاصل ہوں گے۔
۳) غیرت کے نام پر قتل کی سزا موت ہوگی۔
۴) ضلعی حکومتوں میں خواتین کی شمولیت ۵۰ فیصد ہوگی۔

یہ بنیادی حقوق' جن کے لئے جنرل صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان حقوق کی بات پہلے کسی نے نہیں کی' اور ہمیں جنگ کرنے کے علاوہ ان حقوق کا تحفظ اور اصلاح کرنا بھی آتی ہے' ہم عرض کریں گے کہ جنرل صاحب ان حقوق کا تحفظ کیا کریں گے' دراصل شیطانی قوتوں نے ان کے تحفظ کے لئے ہماری حکومت کو آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے۔ یورپ میں ان حقوق پر مبنی معاشرہ تو تباہی کی طرف بھاگ رہا ہے۔ البتہ پاکستان میں پہلی دفعہ حکومتی سطح پر اس کا اعلان کیا گیا ہے۔ فرانس اور امریکہ میں ان کے قومی ہیروز کی عزت و ناموس پیغمبروں سے بڑھ کر کی جاتی ہے۔ ان لوگوں نے خواہشات کی تکمیل کے لئے مرد و عورت کو مادر پدر آزادی دے رکھی ہے۔ ع "حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے" کے مصداق اس نام کا کوئی لفظ ان کی ڈکشنری میں نہیں ہے۔ ان کے ہاں عورتیں گھر گرہستی اور قوم کے مستقبل کی پرورش کے کام کو چھوڑ کر اپنے حال کو سنوارنے کے لئے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ چل رہی ہیں اور آبادی کو بڑھنے سے بچانے کا عظیم کارنامہ سرانجام دے رہی ہے۔ کیا انہی حقوق کا تحفظ وہ ملک پاکستان میں کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اس میدان میں جنرل صاحب یورپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ نہیں نہیں' یہ انسانی حقوق کا تحفظ نہیں ہے' بلکہ انسانی عزت و شرف کے حقوق پر ڈاکہ زنی ہے۔ حقوق انسانی کے اسلامی ایجنڈے کی تباہی اور NGOs کی عظیم فتح ہے۔ یہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے شاگردوں کے تعلیمی نصاب کا نفاذ ہے۔ ہم ایسے انسانی حقوق کو نہیں جانتے اور نہیں مانتے۔ اصل حقوق تو اللہ اور رسول کے دیئے ہوئے حقوق ہیں۔ ہم ان کی بحالی چاہتے ہیں۔

مبتدی + ملتزم تربیت گاہوں کا آئندہ شیڈول' ان شاء اللہ

☆ 18 تا 24 جون	دفتر تنظیم اسلامی' اسلام آباد
☆ 9 تا 15 جولائی	قرآن اکیڈمی' کراچی
☆ 23 تا 29 جولائی	میاندم' سوات

نوٹ : تینوں مقامات پر مذکورہ تاریخوں میں مبتدی اور ملتزم دونوں تربیت گاہوں کا انعقاد ہوگا۔

مُرادِ رسولؐ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظریۂ عدل

مرتب : حافظ محبوب احمد خان

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کی شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ آٹھویں پشت پر آپ کا شجرہ نسب نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ مشہور روایت کے مطابق حضرت عمرؓ ہجرت نبوی سے ۴۰ برس قبل پیدا ہوئے۔ جب ان کی عمر ۲۷ سال ہوئی تو مکہ معظمہ میں آفتاب رسالت طلوع ہوا' یعنی پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ :

"اے اللہ اسلام کی مدد ابو جہل (عمرو بن ہشام) یا عمر بن خطاب کے ذریعہ فرما"۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور حضرت عمر بن خطابؓ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ آپ میں قوت فیصلہ' مستقل مزاجی' اصابت رائے بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کی خلافت بڑی اہمیت کی حامل اور اسلام کیلئے بڑی قوت بخش تھی۔ حضرت عمرؓ اخلاقی لحاظ سے ایک صاحب کردار انسان تھے۔ مزاج میں پختگی اور فطرت میں نرمی تھی۔ عدل و انصاف کے معاملہ میں ٹھوس اور اصول پسند تھے۔ سیرت کی پختگی اور قوت عمل میں بے نظیر تھے۔ اسلامی سلطنت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ عظیم تر انسان تھے۔ ان کی ثابت قدمی اور ذہانت کا یہ ثمر تھا کہ آپ کے دس سالہ دور خلافت میں شام' مصر اور فارس کو اسلامی طاقت کے آگے سرنگوں کر دیا اور اس وقت سے آج تک یہ ممالک اسلام کے تابع ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت اسلام کی عظمت اور تاریخ انسانیت کا روشن ترین دور ہے جس میں علم کو جہالت پر' نور کو اندھیروں پر' سچائی کو جھوٹ پر' نیکی کو بدی پر' معروف کو منکر پر' ایمان کو کفر پر' مشاورت کو آمریت پر' عدل کو ظلم پر' خوشحالی کو غربت پر' انکساری کو تکبر پر' حسن ظن کو سوءِ ظن پر' خلق کو بد خلقی پر' رحمت کو شقاوت پر' زر اندوزی پر زر ایثاری کو غلبہ حاصل ہوا اور انسانیت نے شیطانیت کی راہ ترک کر کے رحمٰن کی راہ اپنائی۔ آپ کے عدل و انصاف کی روشنی کے چند شرارے بھی ہم آج اپنا لیں تو اُمت مسلمہ پر چھائی ہوئی مایوسی' ذلت و مسکنت کو عزت و جلالت میں بدل سکتے ہیں۔ تاریخ اسلامی کے اس بے مثال دور سے عدل و انصاف کے چند شہ پارے خطوط کی شکل میں ہیں' انہیں ہم اپنے لئے مشعلیں راہ بنا سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جو قانون ان مختصر خطوط میں تحریر کئے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اس مختصر سے مضمون میں اس بحث کی گنجائش نہیں کہ تمام مہذب قوموں کے کے اصول و قضاء کو یہاں درج کر کے ان کا موازنہ ان سے کیا جائے اور پھر ثابت کیا جائے کہ وہ اصول جو حضرت عمرؓ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے مرتب کئے سب سے بہتر ہیں اور کیا دنیا حضرت عمر فاروقؓ کی مرہون منت نہیں کہ اسی قسم کے قانون دنیا کے تمام دساتیر میں شامل ہیں :

خلیفہ بننے کے بعد آپ نے اپنے پہلے خطبہ میں خلیفہ کے فرائض ارشاد فرمائے : اے لوگو کوئی حقدار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنا حق نہیں پا سکتا میں اس مال کے معاملہ میں سوائے تین امور کے کوئی امر نہیں پاتا (۱) حق کے ساتھ لیا جائے اور حق سے زیادہ دیا نہ جائے۔ اگر میں غنی ہوا تو تقسیم کروں گا اور فقیر ہوا تو بقدر ضرورت لوں گا۔ (۲) میں تم سے کسی کو کسی پر ظلم نہیں کرنے دوں گا۔ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا مگر یہ کہ میں اس کا ایک رخسار زمین پر رکھوں گا اور ایک پر اپنا قدم رکھوں گا یہاں تک کہ وہ جان لے کہ حق کیا ہے۔ (۳) میرے تم پر تین حق ہیں' جن کے بارے میں تم مجھ سے مواخذہ کر سکتے ہو۔

ا) میں تم سے مال کو نہیں روکوں گا مگر حق کے ساتھ۔ خواہ وہ خراج سے آئے یا غنیمت سے۔

ب) جب مال میرے ہاتھ میں آئے تو میں اس کو خرچ نہ کروں مگر حق کے ساتھ۔

ج) میں تمہارے وظائف میں اضافہ کروں گا ان شاء اللہ اور تمہاری سرحدوں کی حفاظت کروں گا۔ مجھ پر تمہارا یہ حق بھی ہے کہ میں تم کو ہلاکت میں نہ ڈالوں' سرحدوں پر تمہیں روکے نہ رکھوں۔

☆ آپ جب کسی کو حاکم بنا کر بھیجتے تو مہاجرین و انصار کے روبرو اس سے اقرار لیتے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہو گا' باریک لباس نہ پہنے گا اور میدے کی صاف ستھری روٹیاں نہ کھائے گا اور دروازے بند نہ کرے گا۔

☆ آپ حکام سے فرماتے : آگاہ رہو کہ میں تم کو حاکم بنا کر اس لئے نہیں بھیجتا کہ تم لوگوں پر سرکشی کرنے لگو بلکہ میں تم کو ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجتا ہوں کہ لوگ تمہاری پیروی کریں۔ مسلمانوں کے حقوق ادا کرتے رہو' انہیں مار پیٹ کر کے ذلیل نہ کرو۔ انہیں سرحدوں پر روکے نہ رہو تاکہ فتنہ میں نہ پڑو اور اپنے دروازے بند نہ رکھو۔ ورنہ ضعیف کمزور کو ہلاک کر دے گا۔ ان پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دو اور فوقیت نہ جتلاؤ۔ ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے۔ ان حال سے ناواقف نہ رہو جس قدر انہیں طاقت و قدرت ہو اسی کے مطابق کفار سے ان کی جنگ کراؤ اور جب وہ تھک جائیں تو انہیں لڑائی سے روک دو کیونکہ یہ امر تمہیں جہاد میں تقویت دینے والا ہے۔ آگاہ رہو میں تمہیں اس امر پر شاہد بناتا ہوں کہ میں دیار و امصار میں امراء اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ لوگوں کو دین سکھلائیں اور ان میں مال غنیمت تقسیم کریں۔ ان کے درمیان عدل و انصاف کریں اور اگر کوئی مشکل سے پیش آئے تو میرے پاس بھیج دیں۔

☆ آپ نے بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نام خط میں فرمایا: اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے' السلام علیکم! "لوگوں سے اپنی مجلس میں اور اپنے سامنے اس طرح نرم روی اختیار کرو کہ کوئی ضعیف تمہارے عدل سے مایوس نہ ہو اور کوئی شریف تمہارے جور و ظلم کا دل پر خیال تک نہ لائے"۔ والسلام

☆ آپ نظم و ضبط کی خلاف ورزی برداشت نہ کرتے تھے۔ سپہ سالاروں کی لغزشوں پر سخت گرفت کیا کرتے تھے۔ اسلام کے نامور جرنیل کی نظم و ضبط کی چند خلاف ورزیوں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی پہلی لغزش یہ تھی کہ محاصرہ حمص میں جبکہ ہرقل اہل جزائر سے فارغ ہو کر حمص پر حملہ آور ہوا تو حضرت خالد بن ولید باوجود ممانعت قلعہ سے نکل آنے اور جنگ کرنے پر مصر ہوئے اور اطراف و جوانب سے جو مدد آنے والی تھی ان کا انتظار نہیں کیا۔ (۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک شاعر کو مدحیہ قصیدہ کے صلہ میں دس ہزار درہم دیئے تھے چونکہ یہ ایک بری رسم تھی۔ آپ نے اس پر سخت گرفت فرمائی اور حضرت خالد بن ولید کو معزول کر دیا اور ان دس ہزار درہم کے بارے میں جواب طلبی کی گئی کہ اگر انہوں نے یہ انعام بیت المال سے دیا ہے تو خیانت ہے اور اپنے پاس سے دیا ہے تو اسراف ہے دونوں صورتوں میں وہ معزولی کے لائق ہیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ (جاری ہے)

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی گوجر خان کے ملتزم رفیق جناب ظفر الاسلام کے سسر نثار احمد صاحب رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ رفقاء سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۲ کے رفیق محمد یونس خان کے والد محترم رحلت فرما گئے ہیں۔ قارئین سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِی رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پاکستان تاحال اپنا نصب العین حاصل نہیں کر سکا ○ عبد الجبار شاکر

اقبال کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے دین کے صحیح تصور کو آشکارا کیا ○ خالد علوی

پوری قوم ہمارے سیاستدانوں کی غلط روی کے باعث آج پھر "عدت" کے دن پورے کر رہی ہے ○ بشریٰ رحمٰن

پسر اقبال اجتہاد کے ادارے کی بحالی کے لئے علماء اور ماہرین قانون کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں ○ ڈاکٹر اسرار احمد

طالبان کی حکومت ہی پاکستان کے بہترین مفاد میں ہے ○ جاوید اقبال

مرکزیہ مجلس اقبال کے زیر اہتمام تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

رپورٹ : نعیم اختر عدنان

مرکزیہ مجلس اقبال کے زیر اہتمام علامہ اقبال کا یوم ولادت اور یوم وفات خصوصی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ قبل ازیں ان تقاریب کے لئے الحمراء ہال مخصوص تھا مگر جب سے ایوان اقبال کی تعمیر مکمل ہوئی ہے اس وقت سے یہ تقاریب وسیع و عرض' دیدہ زیب و دلفریب' پرشکوہ اور پر سکون ایوان میں منعقد ہو رہی ہیں۔ ایوان اقبال کا یہ آڈیٹوریم اقبال جیسے عظیم شاعر کو زبان حال سے تو ہر آن خراج عقیدت پیش کرتا نظر آتا ہے لیکن اس عظیم فلسفی اور شاعر کو زبان قال سے بھی ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لئے ملک کے دانشوروں کا "خوبصورت گلدستہ" اس ایوان کو زینت بھی بخشتا ہے اور خود بھی اس سے "زینت" حاصل کرتا ہے۔ وہ یوں کہ بڑی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے والے لوگوں کا شمار بھی یقیناً بڑے لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہم بھی بڑے لوگوں کے اس خوبصورت اجتماع میں تقریباً پابندی کے ساتھ بطور سامع شریک ہو کر' اقبال جیسے عظیم شاعر کو اپنی بے زبانی کے ساتھ ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے ۲۱/اپریل کو "اقبال کے یوم وفات" کی تقریب میں بندۂ ناچیز "میں بھی حاضر تھا وہاں" کے مشہور شعر کی آدھی تصویر بن کر "[illegible]" کے ساتھ شریک تھا۔ حسب روایت اس [illegible] کا آغاز قاری نور محمد نے قرآن مقدس کی آیات [illegible] تلاوت کے بعد جناب مرغوب ہمدانی نے علامہ کی مشہور نظم "لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب" سے حاضرین جلسہ کو فکر اقبال کی روشنی میں اسلام کے آفاقی پیغام سے روشناس کرایا۔ مہمان مقرر جناب پروفیسر عبد الجبار شاکر نے پیغام اقبال کی وضاحت کچھ یوں کی کہ "عہد حاضر میں اقبال وہ پہلے فرد تھے جنہوں نے عقیدے کی بنیاد پر تہذیب و تمدن کو آگے بڑھایا جس کے نتیجہ میں برصغیر میں ایک اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی جا سکے۔ اقبال کا خواب قیام پاکستان کی شکل میں پورا ہو گیا مگر پاکستان اپنا نصب العین ابھی تک حاصل نہیں کر سکا اور اہل پاکستان بحیثیت قوم ملک کی نظریاتی اساس سے مسلسل بے وفائی کا ارتکاب کر کے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا عالم کفر دنیائے اسلام کو مجروح بھی کر رہا ہے اور داد و فریاد بھی نہیں کرنے دیتا' مسلمانوں کو اپنے ظلم اور استحصال کا نشانہ بنا کر مغربی دنیا خود کو انسانی حقوق کے ایسے محافظوں کے بہروپ میں پیش کرتی ہے جن کے ہاتھوں میں "فسٹ ایڈ" کے تھیلے دکھائی دیتے ہیں۔

معروف کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی بھی تقریب کے مقررین میں شامل تھے' انہوں نے حسب دستور تحریری انداز میں خطاب کیا' انہوں نے اپنے خطاب میں موجودہ سیٹ اپ کو اقبال کے الفاظ میں "ابلیس کی مجلس شوریٰ" کی خوبصورت اور معنی خیز اصطلاح سے موسوم کیا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب ایس ایم زمان نے علامہ اقبال کے فکر کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ اقبال نے اپنے آئیڈیل مرد مومن کے لئے دو نکاتی لائحہ عمل تجویز کیا تھا جس کا ایک نکتہ قرآنی حکمت و بصیرت کا حصول اور دوسری اساس حب رسولؐ ہے' مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان دونوں اصولوں کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ انہوں نے ارباب حکومت سے مطالبہ کیا کہ علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کو' جس میں پاکستان کا تخیل اور تصور پیش کیا گیا تھا' نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے۔ ہمارا نصاب تعلیم اور ذرائع ابلاغ دونوں شعبے اقبال کے انقلاب آفریں پیغام سے تقریباً محروم ہیں' اس محرومی کا ازالہ کر کے ہی نوجوان نسل سے نئی قوم وجود میں لائی جا سکتی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر خالد علوی نے اپنے خطاب میں پسر اقبال' جناب ڈاکٹر جاوید اقبال کے دورۂ افغانستان کے تاثرات پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ علامہ اقبال کو "افغانیوں کی غیرت دین" کے جذبہ سے خصوصی محبت تھی' شاید اس لئے پسر اقبال بھی افغان پاکستان کنفیڈریشن کا قیام چاہتے ہیں۔ انہوں نے جاوید اقبال کی اس تجویز کو سراہا اور اس کی بھرپور تائید کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان پاکستان کا ہر لحاظ سے فطری اتحادی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل پاکستان اسلامی افغانستان کی تعمیر نو میں بھرپور کردار ادا کریں کیونکہ یہ خود ان کی اپنی بقاء کا آئینہ دار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے موجودہ زوال اور فساد کا اصل سبب تصور دین کا مسخ شدہ اور محدود تصور ہے جس میں اسلام کے آفاقی اور انقلابی پیغام کی کوئی جگہ نہیں ہے' اقبال کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے "محمدیؐ تصورِ دین" یعنی اصل اسلام کو آشکارا کیا۔

اس تقریب کی اگلی مقررہ مشہور ادیبہ' معروف کالم نگار اور سیاست دان خاتون بشریٰ رحمٰن تھیں۔ انہوں نے

کہا کہ "اسلامی ریاست کا تذکرہ تو بڑے زور و شور اور شد و مد سے ہوتا ہے مگر اس کے لئے درکار مثالی اسلامی قائد کا ذکر نہیں کیا جاتا' حالانکہ اسلامی ریاست اسلامی اوصاف کے حامل قائد کے ذریعے ہی عملاً وجود پذیر ہو سکتی ہے۔ بشریٰ رحمٰن اپنے ادیبانہ انداز کو استعمال کرتے ہوئے یوں گویا ہوئیں "جب رات کو ٹیلی ویژن پر تصویر بدل جاتی ہے تو ساتھ ہی قوم کی تقدیر بدل جاتی ہے' چنانچہ صبح کو اخباروں کی تحریر بدل جاتی ہے' جرم وفا کی تصویر بدل جاتی ہے' قوم کے خوابوں کی تعبیر بدل جاتی ہے"۔ محترمہ بشریٰ رحمٰن نے کہا کہ "جو "تھا" . . . . . نہیں ہے' . . . . "جو" ہے نہیں ہو گا"۔ ہمارے حکمرانوں کا معاملہ عجیب ہے' وہ حادثاتی طور پر آتے ہیں اور "حادثاتی" طور پر ہی چلے جاتے ہیں۔ پوری قوم کو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد "میرے عزیز ہم وطنو" کے مانوس الفاظ کے ذریعے "زمانہ [illegible]ے" میں ڈال دیا جاتا ہے۔ سو پوری قوم اپنی "اپنی عدت" کے دن پورے کر رہی ہے۔ بشریٰ رحمٰن نے اپنی ایک معصوم سی خواہش کا بھی اظہار کیا کہ "مجھ جیسی غریب عورت پاکستان کے خالی خزانے کا دیدار کرنا چاہتی ہے جسے حکمران یکے بعد دیگرے لوٹتے آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اقبال اور قائد کی طرف لوٹنا ہو گا تاکہ پاکستان کو مستقبل کی اسلامی' فلاحی ریاست بنایا جا سکے!

تقریب کے اگلے مقرر امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: آج کا یوم اقبال خصوصی اہمیت کا حامل اور نہایت اہم موقع پر منعقد ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ حال ہی میں پسر اقبال افغانستان کا دورہ کر کے واپس آئے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے روشن خیال بلکہ کسی حد تک آزاد خیال شخص کی طرف سے طالبان کی تعریف و حمایت کو میں [illegible] تعالیٰ کی ان نشانیوں میں سے ایک نشانی سمجھتا ہوں جس [illegible]ی رو سے پاکستان کو اسی عالم آب و گل میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے علامہ اقبال کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا "علامہ اقبال کو عہد حاضر میں قرآن مجید کے سب سے بڑے "شارح" کی حیثیت حاصل تھی' علامہ اقبال کی ذات اور ان کا فکر "اعجاز قرآنی" کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اقبال نے قرآن کے علاوہ احادیث نبویہ کو بھی اپنے پیغام کے لئے حرز جاں بنایا۔ نبی اکرم ﷺ نے آنے والے دور میں پوری دنیا پر غلبہ اسلام کی بشارت بہت سی احادیث میں پیشین گوئیوں کی شکل میں بیان فرمائی' انہی احادیث کو علامہ نے اپنے اشعار میں سمویا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ؎

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

اور ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اسی طرح علامہ اقبال نے ایک مشہور حدیث نبوی کی یوں ترجمانی کی ہے :

میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

اور ؎

خضر وقت از خلوت دشت حجاز آید بروں
کاروان زیں وادی دور و دراز آید بروں

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا پاکستان اور افغانستان کے مابین موجودہ ڈیورنڈ لائن علامتی شے ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے مضبوط اتحاد ہی سے خلافت کے عالمی غلبہ کا آغاز ہو گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کے اندر اسلام کو نافذ کیا جائے تاکہ ہم افغانستان کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کے لائق ہو سکیں۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ فرزند اقبال جناب ڈاکٹر جاوید اقبال پاک افغان اتحاد کے نعرے کو لے کر میدان عمل میں آئیں۔ اجتہاد کے ادارے کو بحال کرنے کے لئے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں' امیر تنظیم اسلامی نے مرکزیہ مجلس اقبال کے ذمہ دار حضرات سے کہا کہ وہ اس موقر پلیٹ فارم کے ذریعے "اجتہاد" کے ادارے کے قیام کے لئے اعلیٰ سطحی کانفرنس منعقد کریں۔

مرکزیہ مجلس اقبال کے صدر اور صدر محفل جناب جسٹس (ر) ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے اپنے صدارتی خطاب میں ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی تجویز کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی مجلس اقبال اس تجویز کا بغور جائزہ لے کر اس کو عملی جامہ پہنائے گی۔

ڈاکٹر جاوید اقبال تقریب کے آخری مقرر تھے انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے میرے حوالے سے جو تعریفی کلمات کہے ہیں' میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا تاہم میں ڈاکٹر صاحب کا ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے بارے میں اچھی رائے کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور افغانستان کے مابین ویزہ کی پابندی ختم کی جائے' پاکستان افغانستان کے ساتھ کنفیڈریشن قائم کر کے اس کی بھرپور مدد کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے طالبان کی حمایت نہ کی تو ہماری مشرقی سرحد بھی شدید خطرات کی زد میں آجائے گی۔ طالبان کی حکومت ہی پاکستان کے بہترین مفاد میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی سربراہی کانفرنس دنیا میں مسلمانوں کی عددی اکثریت کی بنا پر سلامتی کونسل میں مسلم نشست کا مطالبہ کرے تاکہ سلامتی کونسل میں مسلمانوں کی نمائندگی بھی ہو سکے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج کی محفل بلاشبہ ڈاکٹر اسرار احمد اور بشریٰ رحمٰن نے لوٹ لی ہے۔ پسر اقبال کے خطاب کے ساتھ ہی یہ پر وقار اور فکر انگیز تقریب ختم ہو گئی۔

میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ و طالبات کے لئے

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

8 مئی 2000ء تا 3 جون (قریباً ایک ماہ)

روزانہ صبح ساڑھے آٹھ بجے تا ساڑھے بارہ بجے (ان شاء اللہ)

مضامین : ☆ تجوید و ناظرہ ☆ مطالعہ قرآن حکیم ☆ مطالعہ حدیث
☆ تعارف ارکان اسلام' مسائل نماز

نوٹ : i) طلباء کے لئے تدریس کا اہتمام قرآن کالج لاہور' 191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں اور طالبات کے لئے تدریس کا بندوبست قرآن کالج فار گرلز 433۔ کے ماڈل ٹاؤن میں کیا گیا ہے۔

ii) طلباء کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت ہے' طالبات کے لئے نہیں۔

المعلن : ناظم قرآن کالج' 36۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور فون : 5869501-03

قرضوں کی جنگ (11)

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ایوب خان   ترتیب و تسوید : سردار اعوان

۱۹۶۸ء میں کانگریس نے ڈالر کو ایس ڈی آر سے بدلنے کی اجازت دے دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ میں ایس ڈی آر قانونی سکہ ہے۔ جب دوسری قوموں نے بھی اسے تسلیم کر لیا تو وہ کل عالم کرنسی بن جائے گا۔

یہ ساروں کا پرانا دھوکا ہے جو وہ سینٹرل بینک کے ذریعے پہلے کسی ایک ملک میں کرتے تھے اب ورلڈ بینک کے ذریعے تمام دنیا میں کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا اقتصادی کنٹرول ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے چند بینکروں کے ہاتھ میں آجائے گا۔ اگر اس گروپ میں ایک آدمی غالب ہوا تو صرف وہ ایک آدمی دنیا کی معاشیات کو کنٹرول کرے گا اور یہ نہایت خطرناک صورت حال ہو گی۔ جب قومیں ورلڈ بینک کے نیچے آجاتی ہیں تو ان میں اقتدار کا انتقال شروع ہو جاتا ہے۔ بددیانت حکومتوں کو جعلی قرضہ دیا جاتا ہے اور عوام پر بہت بڑے سود کا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ پھر آئی ایم ایف مقروض ملکوں کی آزادی اور دولت ختم کر دیتی ہے۔ جب یہ دنیا بھر میں ہو جائے گا تو ورلڈ بینک فیصلہ کیا کرے گا کہ کس ملک کو مزید قرضہ دیا جائے اور کس ملک کے بچوں کو بھوکا مرنے دیا جائے۔

ترقی کے لئے اور غریبی کو دور کرنے کیلئے قرضوں کے متعلق خواہ کچھ دعوے بھی کئے جائیں ان سے مقروض قوموں کی دولت منی چینجرز کے سینٹرل بینکوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ مثلاً ۱۹۹۲ء میں تیسری دنیا کی مقروض قوموں نے ورلڈ بینک اور ترقی یافتہ ملکوں کے بینکوں کو ۱۹۸ بلین ڈالر اس سے زیادہ دیئے جو لئے تھے۔ مزید قرضے ان کے قرضوں کو بڑھا دیتے ہیں۔ ٹالسٹائی نے ایسی باتوں کیلئے کہا تھا۔

"میں ایک شخص کی پیٹھ پر بیٹھا اس کا گلا دبا رہا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ مجھے افسوس ہے' میں تو اس کی حالت بہتر بنانا چاہتا ہوں سوائے اس کے میں اس کی پیٹھ سے اتروں گا نہیں۔"

۱۹۸۲ء سے مقروض ممالک ہر ماہ ۶.۵ بلین ڈالر سود دیتے ہیں۔ اگر اصل زر بھی شامل کر لیا جائے تو ہر ماہ ۱۲.۵ بلین ڈالر ادا کرتے ہیں جو اس رقم سے زیادہ ہے جو تیسری دنیا صحت اور تعلیم پر خرچ کرتی ہے۔ ۱۹۸۰ء میں لاطینی امریکہ نے ۸۰ بلین ڈالر اصل زر پر ۴۱۸ بلین ڈالر سود ادا کیا۔ ۱۹۹۲ء میں افریقہ کا بیرونی قرضہ ۲۹۰ بلین ڈالر ہو گیا۔ جس سے بچوں کی اموات' بے روزگاری اور سکولوں' مکانوں اور صحت عامہ کی بربادی عام ہو گئیں۔ ایک افریقی ریاست کے سربراہ نے کہا :

"کیا ہم یہ قرضہ بچوں کی اموات سے ادا کریں گے"۔

منی چینجرز کا جواب ہے "ہاں"۔

۱۹۹۷ء میں دنیا کے ۴۴۱ کھرب پتیوں کے پاس اتنی دولت تھی جتنی دنیا کے نصف ۲۴ بلین غریبوں کے پاس تھی۔

برازیل کے ایک سیاستدان نے کیا خوب کہا ہے :

"تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ یہ خاموش جنگ ہے۔ لیکن کم منحوس نہیں ہے۔ یہ جنگ برازیل' لاطینی امریکہ اور ساری تیسری دنیا کو چیر پھاڑ رہی ہے۔ اس میں سپاہیوں کی بجائے بچے مرتے ہیں۔ یہ تیسری دنیا کے قرضے کی جنگ ہے۔ جس کا ہتھیار سود ہے جو ایٹم بم سے زیادہ تباہ کن ہے۔"

اگرچہ سینٹرل بینکنگ اور جزوی ریزرو بینکنگ میں راتھ شیلڈ' وار برگ' شف' مارگن اور راک فیلر کا پارٹ کم اہم نہیں ہے' مگر اب ان بینکوں کو تین صدیاں گزر چکی ہیں اس لئے وہ مستحکم ہو چکے ہیں۔ اب وہ مکار افراد کے سہارے کے محتاج نہیں۔ ملکیت کی اب کوئی اہمیت نہیں رہی۔ بینک آف انگلینڈ اور بینک آف فرانس کو جنگ عظیم دوم کے بعد قومیا لیا گیا مگر اس سے کچھ فرق نہیں پڑا۔ بینکرز نے نئے قوانین اس طرح بنوائے کہ ان کا کنٹرول باقی ہے۔ وہ گورنمنٹ کنٹرول سے آزاد ہیں اور قوانین' تنخواہ دار سیاستدانوں' گروی شدہ اخباروں کی حفاظت میں ہیں۔

وقت نے انہیں عزت اور وقار بھی بخش دیا ہے۔ انہیں بینکرز کی چھٹی نسل چلا رہی ہے۔ اسی طرح ورلڈ بینک اور دوسرے بینکوں میں کام کرنے والے دفتری لشکر کو کسی بات کا علم نہیں۔ اگر انہیں بتایا جائے کہ ان کا عمل انسانیت کو چند بے اصول سرمایہ داروں کا غلام بنایا جا رہا ہے تو ان کے دل بھی دہل جائیں۔

آج چند آدمیوں پر توجہ دینا زیادہ مفید نہیں' بلکہ اس سسٹم کو بدلنا چاہئے جو چند آدمیوں کو امیر بنا رہا ہے۔ مگر سسٹم بھی خاص نقطہ نظر پر منحصر ہوتا ہے اس لئے بنیادی مادی نقطہ نظر کو بدلنا ضروری ہے۔

دولت کی مساوی تقسیم کی سکیم قابل عمل نہیں' بلکہ اکثریت کو غریب تر کر دے گی۔ کسی نے کہا تھا کہ اگر کسی صبح سب لوگوں میں دولت برابر بانٹ دی جائے تو شام تک ست آدمی وہ سب کچھ ضائع کر چکا ہو گا اور محنتی آدمی کے پاس پہنچ چکا ہو گا۔

ہر سوسائٹی میں اتھارٹی' تمدن اور روایات ہوتی ہیں۔ سوشلسٹ' خیالی پلاؤ پکانے والے اور باغی ان پر حملہ کرتے رہے ہیں جس کے نتیجہ میں کیمونسٹ دنیا میں ظلم' محتاجی اور غیر انسانی رویہ پیدا ہوا اور تیسری دنیا میں اجارہ دار' سرمایہ دار۔ ان کے نتیجہ میں ایک طرف اشرافیہ پیدا ہوئی اور دوسری طرف دکھوں بھری غریب عوام۔

ہمیں ایک منصفانہ توازن قائم کرنا ہے۔ اس وقت ملمع کی ہوئی جمہوری حکومت کے پردے میں دولت کے برے اثرات حاوی ہیں۔ جن پر منی چینجرز کے اخبار آسانی سے اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ لوگوں کی مرضی سے جمہوری رہنماؤں کا انتخاب خام خیالی ہے۔ آج کی جمہوریت محض سرمایہ داروں کا ڈرامہ ہے۔ لوگوں کی مرضی کو سرمایہ داروں کی مرضی پر ڈھال لیا جاتا ہے۔

لہٰذا اصلاح کے لئے سب سے پہلے افراد کا اخلاق سدھارا جائے۔ اور لوگوں میں عاقبت اندیشی' انصاف' صبر وغیرہ پیدا کئے جائیں۔ (جاری ہے)

خوشخبری
سالانہ خریداری پر 50 فیصد کمی
آخری تاریخ 30 جون 2000ء
سہیلی میگزین
بچیوں کا واحد اصلاحی مجلّہ
80 صفحات قیمت فی شمارہ 10 روپے
سالانہ خریداری 100 روپے کی بجائے 50 روپے
حجاب میگزین
خواتین کا منفرد رسالہ
50 بڑے صفحات قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ خریداری 150 روپے کی بجائے 75 روپے
چاند نگر
بچوں کا ایوارڈ یافتہ مجلّہ
48 صفحات قیمت فی شمارہ 6 روپے
سالانہ خریداری 60 روپے کی بجائے 30 روپے
اس سکیم سے نیوز ایجنٹ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں
منی آرڈر کیلئے: P-88- سکیم نمبر 1\212 فیصل آباد

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

جھنگ میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

پاکستان کو ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے مالیاتی چنگل سے نکلنے کا اعلان کر کے اقوام عالم میں ایک باعزت رویہ اپنانا چاہئے جس سے بالآخر ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو کر ہر طرح کے خارجی دباؤ کا مقابلہ کر سکیں گے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جھنگ میں خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا آج پاکستان محاور تاً نہیں حقیقتاً دوراہے پر کھڑا ہے۔ آسان راستہ یہ ہے کہ ہم امریکہ کے اشارہ پر بھارت کے طفیلی بن کر رہیں، ایٹمی پروگرام ختم کر دیں، کشمیر کو بھول جائیں اور مصر، ایران وغیرہ کی طرح زندہ رہیں۔ یا دوسرا مشکل لیکن باعزت راستہ یہ ہے کہ ہم عالمی، مالیاتی اداروں کے چنگل سے نکلیں، اندرون ملک سود کا خاتمہ کریں اور عالمی سود کا علی الاعلان انکار کر دیں۔ اس طرح شاید عراق کی طرح ہم پر پابندیاں تو لگ سکتی ہیں مگر ہم ایک باعزت قوم کی طرح اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو سکیں گے اور بالآخر قیام پاکستان کا مقصد یعنی اسلام کے نظام خلافت کو قائم کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ جس کی پیشین گوئیاں احادیث میں بالعموم کثرت سے موجود ہیں۔

موجودہ حالات میں یہ دو متضاد تناظر (Scenario) میں ہمیں ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ امیر محترم نے آیاتِ قرآنی اور احادیث کی روشنی میں مستقبل قریب میں اسلام کے عالمی غلبے کی نوید سنائی۔

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی میں
درس قرآن کے ایک نئے حلقہ کا آغاز

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے اُسرہ والٹن نمبر ۲ میں درس قرآن کا ایک نیا حلقہ قائم کیا گیا ہے۔ جس کا آغاز ۹/اپریل بروز اتوار صبح ۶ بجے محترم ڈاکٹر عارف رشید امیر تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے درس قرآن سے ہوا۔ محترم رفیق تنظیم جناب حبیب الرحمٰن قریشی جو کہ روزانہ بلاناغہ فہم قرآن کلاس صبح بعد نماز فجر اپنی رہائش گاہ پر منعقد کرتے ہیں۔ انہوں نے احباب تک دین کی حقیقی دعوت پہنچانے کی غرض سے اس درس قرآن کا اہتمام کیا ہے۔

درسِ قرآن سے قبل قاری عطاء الرحمٰن نے بہت ہی خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن سے اس مبارک محفل کا آغاز کیا۔ بعد ازاں عارف رشید صاحب نے سورۂ آل عمران آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ کی روشنی میں امت مسلمہ کیلئے تین نکاتی لائحہ عمل پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے خطاب اہل ایمان سے کیا ہے، جو ایمان کے دعوے دار ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں میں تقویٰ کی روشنی اختیار کریں اور تقویٰ کا اصل مفہوم اپنے خالق حقیقی کی ناراضگی سے بچنا ہے اور پوری زندگی حد درجہ احتیاط کے ساتھ گناہوں اور نافرمانیوں سے اپنے دامن کو بچاتے ہوئے بسر کرنا ہے۔ اس کا نام اسلام ہے۔ جو آج ہمیں بغیر کسی محنت و مشقت کے موروثی طور پر ملا ہے۔ وگرنہ بقول شاعر ؎

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اور یہ کہ ؎

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

"کہ جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو مجھ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لاالٰہ کے تقاضے کیا ہیں"۔

آپ نے مزید فرمایا کہ دوسری چیز جو ہمارے لئے لازمی ہے اور اسلام کی شاہراہ پر چلنے کے لئے ہماری مددگار ہے، وہ اللہ کی رسی یعنی قرآن حکیم کو مضبوطی سے پکڑنا، آج چونکہ ہمارا تعلق قرآن سے کمزور ہے اس لئے ذلت و رسوائی ہم پر مسلط ہے ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن سے اپنا زندہ تعلق قائم کریں۔ کیونکہ یہی کتاب ہدایت ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے اور اسی سے تعلق کی بنیاد پر ہم تفرقہ بازی کی لعنت سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

آخر میں، آپ نے امت مسلمہ کیلئے دیئے گئے تیسرے نکتے کی وضاحت فرماتے ہوئے کہا کہ حضورؐ چونکہ خاتم النبین والمرسلین تھے لہٰذا تاقیام قیامت دعوت الی الخیر، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری اب اس امت پر عائد ہوتی ہے۔ اب کار رسالت کا ہر اُمتی مکلف ہے۔ آپ نے ان تینوں نکات کو بمنزلہ منبر کی تین سیڑھیوں کے مترادف قرار دیا کہ پہلی سیڑھی تقویٰ اور اسلام کی روش اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ پوری زندگی میں بندگی کو اختیار کرنا ہے۔ دوسری سیڑھی قرآن کے ساتھ تمسک (چمٹ جانا) یعنی اس کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنا ہے اور تیسری دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ آخر میں دعا پر درس قرآن کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں تقریباً ۸۰ مرد اور خواتین نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس عاجزانہ سی مساعی کو شرف قبولیت بخشے آمین۔ (رپورٹ: ابوعبداللہ)

ضرورتِ رشتہ

اسلام آباد کے رفیق تنظیم جس کی عمر ۳۰ سال، تعلیم انٹرمیڈیٹ اور ذاتی کاروبار ہے، کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ باپردہ گھرانوں کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: اکرم خان نیازی

کورڈ مارکیٹ اسلام آباد فون: 816295

☆ ☆ ☆

ڈیفنس افسر کی ۲۵ سالہ بیٹی، بی اے کی طالبہ، مغل ذات کے لئے ترجیحاً ڈیفنس آفیسر کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: آذر بختیار خلجی

ذیلی حلقہ سرحد ذیلی آفس نمبر ۴ دوسری منزل کینٹ پلازہ نوشہرہ فون: 0923-3330

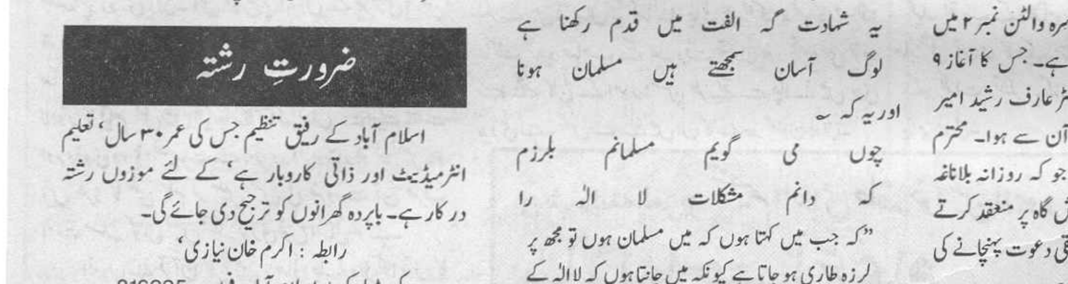
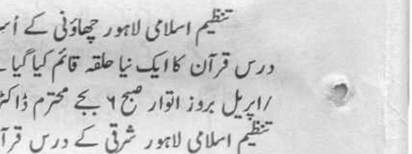
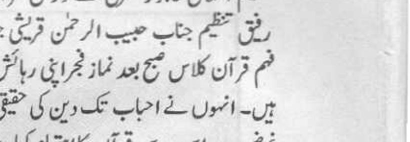

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد جھنگ میں وکلاء اور ماہرین قانون کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں۔

Vol : 9 Regd..CPL No.127 No.16
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

تعلیم و تعلم

قرآن کالج لاہور کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات

رپورٹ : حافظ محمد ندیم الحسن

قرآن کالج لاہور (۱۹۱۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن) میں ۱۹/ اپریل ۲۰۰۰ء بروز بدھ کو تقسیم انعامات کی ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت جناب محترم ڈاکٹر ابصار احمد صاحب نے فرمائی۔ اس تقریب میں مرکزی انجمن خدام القرآن کی انتظامیہ کی جانب سے ناظم اعلیٰ' مدیر عمومی اور ناظم کالج بھی بطور خاص شریک ہوئے۔ صدر مجلس اور مہمانان گرامی نے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کالج کے پرنسپل جناب نجم الزماں صاحب نے صدر مجلس اور مہمانان گرامی کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا اور کالج کی تعمیر (قیام) و تکمیل کے اصل مقصد پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر انہوں نے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کاوشوں کو بھی سراہا جن کی بدولت قرآن کالج لاہور کا قیام عمل میں لایا جا سکا' تاکہ یہاں سے ایسے باہمت اور دنیوی و دینی تعلیمات سے بہرہ ور افراد تیار ہو کر نکلیں جو اس طرز کا علمی کام کر سکیں جس کی ضرورت آج صرف امت مسلمہ کو ہی نہیں' بلکہ پوری نوع انسانی کو ہے۔

انہوں نے قرآن کالج میں پڑھائی جانے والی کلاسوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کالج میں ایف۔ اے' کی کلاسز کے ساتھ ساتھ آئی سی ایس کی کلاسز بھی پڑھائی جا رہی ہیں اور حسن اتفاق سے سب سے زیادہ طلباء کی تعداد بھی اسی کلاس میں ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ چونکہ آج کل کمپیوٹر کا دور دورہ ہے اس لئے کمپیوٹر کلاسز کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر لیب کی بھی برابر کی اہمیت ہے۔ الحمد للہ! کالج کی کمپیوٹر لیب دیگر پرائیویٹ کالجوں کی لیب سے بہت بہتر ہے۔ اس سال کے دوران ۲ مرتبہ چیئرمین اور سیکرٹری لاہور بورڈ کے علاوہ DPI Colleges پنجاب کی جانب سے نامزد کردہ الحاق کمیٹی نے بھی کالج کا دورہ کیا اور کالج کے تعلیمی معیار' پرسکون ماحول' طلباء کے نظم و ضبط اور اساتذہ کی کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیا۔

انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ کالج میں غیر نصابی سرگرمیوں کا بھی پورا انتظام ہے۔ تقریری مقابلوں' حسن قرأت اور حسن نعت کے مقابلوں کے ساتھ ساتھ معلومات عامہ کے مقابلے بھی ترتیب دیئے جاتے ہیں اور اس طرح طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ مزید برآں مارشل آرٹ کی ٹریننگ اور روزانہ پی ٹی کا اہتمام کالج کے معمول کا ایک حصہ ہیں اور آج ان غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء بھی مہمان خصوصی سے انعامات حاصل کریں گے۔

انہوں نے کالج کے ہاسٹل میں مقیم طلباء کا ذکر کرتے ہوئے مہمانان گرامی کی توجہ اس بات پر دلائی کہ ماشاء اللہ تمام مقیم طلباء نماز پنجگانہ اور تلاوت کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں اور کہا کہ آج کل کے مادر پدر آزاد معاشرے میں ہمارے کالج کا ہاسٹل مثالی ہے۔ جہاں تمام طلباء دو اساتذہ کی زیر نگرانی کالج کا نظم و ضبط قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ناظم کالج حافظ عاکف سعید صاحب کے ہمہ وقت تعاون اور خصوصی توجہ سے مجھے کالج کے امور احسن طریقے سے چلانے میں بڑی مدد ملی ہے۔ جس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون ہوں۔

اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ مستق[...] میں کالج ترقی کی مزید منازل طے کرے گا اور وطن [...] نوجوان یہاں علم کے سرچشمہ سے فیض یاب ہو کر ملک [...] ملت کی خدمت کریں گے۔

ڈاکٹر ابصار صاحب نے اپنے صدارتی کلمات میں ا[...] بھرپور تقریب کے حوالے سے تحسین آمیز کلمات میں اپ[...] جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ نوجوان طلبہ کو دینی تعلی[...] اور اسلامی تربیت کے زیور سے آراستہ کرنا محترم ڈاکٹر اسرا[ر] احمد کا ایک بہت پرانا خواب تھا جس کی عملی تعبیر قرآن کا[لج] کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ انہوں نے کالج کے طلبہ [کی] کارکردگی اور نظم و ضبط کی تعریف کی اور طلبہ کو بتایا کہ آ[ج] کی دور میں جبکہ تعلیم محض ایک تجارت بن کر اپنی معنوی[ت] کھو چکی ہے' قرآن کالج کا وجود ایک نعمت عظمیٰ ہے [...] جس کی انہیں قدر کرنی چاہئے۔

تقسیم انعامات کی کارروائی نہایت منظم اور دلچسپ تھی۔ صدر مجلس کے علاوہ دیگر مہمانان کو بھی اس شرف میں شامل کیا گیا اور طلبہ کو ان کے ہاتھوں انعامات دلوا[ئے] طلبہ کی حوصلہ افزائی اور مہمانوں کی عزت افزائی کا سامان [کیا] گیا۔ تقریب کے اختتام پر کالج کے طلبہ کے ایک گروپ نے مارشل آرٹ کا ایک متاثر کن مظاہرہ پیش کیا۔ ناظم کا[لج] کے کلمات تشکر کے ساتھ یہ پروقار تقریب اختت[ام] پذیر ہوئی۔

ان شاء اللہ العزیز تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کا

سالانہ اجتماع عام

7 مئی 2000ء بروز اتوار' ساڑھے آٹھ بجے صبح تا 2 بجے بعد دوپہر

قرآن کالج آڈیٹوریم

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو گا۔ اس اجتماع میں اہم دینی موضوعات پر خواتین کی تقاریر ہوں گی — مزید برآں

امیر تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد**

"نظام خلافت میں خواتین کا کردار" کے موضوع پر خطاب کریں گے۔

خواتین سے التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر بھرپور فائدہ اٹھائیں' براہ مہربانی بچوں کو ساتھ لانے سے حتی الامکان گریز کریں

المعلنہ: بیگم ڈاکٹر اسرار احمد' ناظمہ حلقہ خواتین' تنظیم اسلامی پاکستان

مرکزی دفتر: قرآن اکیڈمی' 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور فون: 03-5869501